سلسلۂ مطبوعات
برکات بکڈپو Barakaath Book Depot
۶۶

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

سلسلۂ اصلاح و تربیت
۱

کا اہم رسالہ

قصد السبیل الی المولی الجمیل

یعنی

حق تعالیٰ تک پہونچنے کا عزم

تسہیل و ترتیب

حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پرنام بٹی مدظلہ العالی

ناشر
برکات بکڈپو Barakaath Book Depot و ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

باسمہٖ تعالیٰ

سلسلۂ اصلاح وتربیت ۱

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کا اہم رسالہ

قصد السبیل الی المولی الجمیل

یعنی

حق تعالیٰ تک پہونچنے کا عزم

تسہیل وترتیب

حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

۶۶

سلسلۂ مطبوعات

ناشر

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

برکات بکڈپو Barakaath Book Depot

تقریظ گرامی: برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد عبد المغنی صاحب مظاہری مدظلہ خلیفہ حضرت محی السنہ شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

MUFTI
MOHAMMED ABDUL MUGHNI
MAZAHERI
Principal: Madrasa Sabeelul Falah Hyd.
President: City Jamiat Ulama Hyd.

مفتی محمد عبد المغنی مظاہری
ناظم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد
صدر سٹی جمعیۃ علماء حیدرآباد

22-8-61 To 107, Lakkadkot, Chatta Bazar, Hyd. - 02 | Bandlaguda, Chandrayangutta, Hyd. - 05 (T.S.) | Ph. 9246341893 / 9440736100.

Ref...   Date:.........................:تاریخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ کا محبوب ومقبول رہبر شریعت، پیر طریقت اور مصلحِ اُمت بنایا تھا، ہزاروں عوام وعلماء اپنی اصلاح وتربیت کے لئے آپ سے رجوع ہوکر تصوف وطریقت اور سلوک واحسان کے اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہوئے، آپ جہاں عوام الناس کے لئے وعظ ونصیحت اور تصنیف وتالیف کے ذریعے ہدایت کا سرچشمہ بنے ہوئے تھے وہیں اپنے مریدین وسالکین راہِ خدا کے تزکیہ وتصفیہ میں بھی پوری توجہ کے ساتھ مشغول تھے، وقت کے علماء نے آپ کو بجاطور پر مجدّدِ طریق تسلیم کیا تھا۔

اس سلسلے میں آپ کی جو تعلیمات منظر عام پر آئیں اور بلاشبہ ہزارہا بندگانِ خدا نے ان سے استفادہ کیا ان میں بہت اہم رسالہ ''قصد السبیل'' بھی ہے، اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ہی واضح ہے، اس رسالے میں کل گیارہ ہدایتیں ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک رسالہ ہے، اس کی اہمیت کو جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ خود حضرت حکیم الامتؒ نے اس کی گیارھویں ہدایت کے متعلق فرمایا کہ وہ ''عطر تصوف'' کہلانے کے قابل ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس پر عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا''۔ یہی وجہ ہے کہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ بھی بیعت وتلقین کے خواہش مندوں کو پہلے اس کے مطالعے کا حکم فرماتے تھے۔

اس رسالے کی اردو ظاہر ہے کہ سو سال قدیم تھی، ایک مرتبہ پہلے بھی اس کی تسہیل کی جاچکی تھی، مگر اس زمانے کے مسلمانوں کے لئے وہ بھی مشکل اور ناقابلِ استفادہ ہوگئی تھی، جب کہ ہر ایک مُریدو سالک کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ اس کی موجودہ دور کی ضرورت کے مطابق تسہیل وترتیب کردی جاتی، چناں چہ عزیزم وبرادرم مولانا محمد عبد القوی صاحب زید مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی کہ لاک ڈاؤن کی اس فرصت میں وہ اس کام کو انجام دیں، سابقہ مطبوعہ رسالہ اور زیرِ نظر رسالے کا تقابل کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ حضرتؒ کے نفسِ مضمون میں کمی بیشی کئے بغیر بڑی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ انہوں نے تسہیل وترتیب کا یہ کام انجام دیا ہے۔ حق تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور طالبین وسالکین کو کما حقہ استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

المغنی
۲۵/۶/۲۰

باسمہٖ تعالیٰ

تقریظ

محترم ومکرم مولانا یحییٰ نعمانی صاحب زید مجدہٗ

خلیفہ حضرت مولانا مفتی مکرم صاحب مدظلہ العالی

تصوف وسلوک کیا ہے؟ بس حقیقت اسلام کی تحصیل کا ایک عملی طریقۂ کار۔ اس راہ میں ظاہری گناہوں سے بچنے اور نفسانی وشیطانی رذائل سے اجتناب سے لے کر اخلاص ویقین، انس ومحبت، خوف ورجا، توکل وعزیمت، صبر وشکر اور نسبت حضور ویادداشت اور مقام احسان کے حصول تک کی تمام منازل آجاتی ہیں۔ دین وشریعت کا یہ شعبہ قرآن وسنت کی روشنی میں جتنا اہم ہے اتنا ہی حسین وعطر بیز بھی۔ اور اتنا ہی جمال اسلام کا نقطۂ کمال بھی۔ لیکن تاریخ کی یہ المناک حقیقت ہے کہ اسلام کے تمام شعبوں میں سب سے زیادہ اس شعبہ میں آمیزش اور ملاوٹ ہوئی اور اس کی حقیقت پر رسم وشکل کے پردوں نے سب سے زیادہ تاریک سایہ ڈالا۔

ہمارے اس دور میں بھی کچھ ایسی ہی غلطیوں کا دور دورہ ہے۔ گم راہ فرقوں کا کیا کہنا، اہل حق کے حلقوں میں بھی تصوف اب ظاہر داری، محض بیعت وانتساب، حلقہ آرائی اور ھُوحق تک محدود ہوتا جارہا ہے۔ بیعت وانتساب کو کافی اگر نہ بھی سمجھیں تو اشغال واوراد کو مقصود اول وآخر سمجھ کر کبر وحسد جیسے گناہوں تک سے غفلت عام ہے۔ حد یہ کہ جس راہ کی حقیقت فنا تھی اسی کو تفاخر ومنافست کا میدان بنالیا گیا۔ اور اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ راستہ چلنے سے پہلے اس کی حقیقت کی وضاحت نہیں ہو پاتی۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور رسالہ ''قصد السبیل'' اس مرض کا بہترین علاج ثابت ہوسکتا تھا۔ جس میں اس شعبہ کی حقیقت وغایت، اس کے صحیح مقاصد ہی پر صرف روشنی نہیں ڈالی گئی بلکہ ان غلط فہمیوں کی بھی اچھی طرح وضاحت تھی جن

کے اکثر مبتدی شکار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بسا اوقات عمر بھر کی کدو کاوش کے باوجود منزل ہاتھ نہیں آتی۔ مگر آج کے سالکین و طالبین کے لحاظ سے اس کے مضامین کی تسہیل و ترتیب کی ضرورت تھی۔

اللہ نے اس بنیادی کام کی طرف ہمارے عہد کے باتوفیق عالم و داعی اور بزرگ مربی و مصلح حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب مدت فیوضہم کی توجہ مبذول فرمائی، انہوں نے اس رسالہ کی از سرِ نو تسہیل و ترتیب کا کام انجام دیا ہے۔ حضرت مولانا اس عہد کے نہایت بابصیرت مشائخ میں سے ہیں۔ حکیم الامت اور ان کے اہم خلفاء کے حالات وافادات پر ان کی وسیع نظر اور گہری بصیرت قابلِ رشک و لائق استفادہ ہے۔ اس دور میں بھی ان کے یہاں سلوک وارشاد کا کام بزرگوں کے طے کردہ خطوط پر ہی انجام پاتا ہے۔ سالکین کے لیے اس رسالہ کی ضرورت اس قدر ہے کہ خود حضرت مرتب فرماتے ہیں کہ ''میرے خیال میں اس کو پڑھے بغیر تصوف و سلوک کی راہ میں قدم رکھنا بھی مناسب نہیں''۔ حق تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ جو طالبین اس رسالہ کا بغور مطالعہ کر کے، بلکہ اس کے مندرجات کا بار بار استحضار کرتے ہوئے اصلاح و تربیت اور تعمیر باطن کا سفر شروع کریں گے، راستہ کے پیچ و خم میں ان شاء اللہ گم راہ نہیں ہوں گے اور جلد مقصود پالیں گے۔ اس عاجز کا احساس ہے کہ اہل حق مشائخ اپنے طالبین و سالکین کے لیے اس رسالہ کے مطالعے یا تعلیم کو نہایت مفید پائیں گے۔

دعا ہے کہ یہ رسالہ عند اللہ اور عند الناس مقبولیت پائے، راہ حق کے طالبین کے لیے مقصود کے حصول میں معین و مددگار بنے، اللہ تعالیٰ حضرت مرتب کا سایہ دراز اور فیض عام فرمائے اور ان کے ذریعے امت کو صالحین و مصلحین کی جماعت ملے۔ آمین۔

یحییٰ نعمانی

لکھنؤ، ۲۸ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ

مطابق ۲۱ جون ۲۰۲۰ء

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وبہٖ نستعین
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

حکیمُ الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کسی تعریف وتعارف کے محتاج نہیں ہیں، وہ تیرھویں صدی ہجری کی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیت گذرے ہیں، ان کے وصال کو کوئی ۸۰ برس گذر چکے ہیں، لیکن آٹھ دہائیوں کے گذر جانے کے بعد بھی ان کی زندہ وتابندہ علمی خدمات کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ اُن کا وصال کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ صدیوں میں ایسی ہمہ جہت شخصیت کو پیدا کرتا ہے، حق تعالیٰ پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے اُنہیں اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے درجے بلند فرمائے۔ آمین

حکیمُ الامتؒ نے یوں تو تقریباً علم دین کے تمام ہی موضوعات پر مجددانہ ومجتہدانہ خدمات انجام دی ہیں[۱] لیکن بہ طور خاص تصوف وسلوک پر اُن کی خدمات خاص تجدیدی شان کی حامل ہیں، اس سلسلے میں ان کو پڑھنے سمجھنے سے ایسا لگتا ہے کہ تصوف وسلوک —— جو مطلوب ومامور بہ صفتِ احسان ہی کی ایک تعبیر ہے، اور ارشادِ نبوی انما الاعمال بالنیات سے أن تعبد اللہ کانک تراہ تک کا عملی سفر ہے، اور جسے صوفیاء نے جدید اصطلاحات اور ادق تعبیرات کے ذریعہ ایک معمہ بنا رکھا تھا، جس کی وجہ سے اہل علم کی طبیعتیں اس عظیم علم اور اہم ضرورت سے نامانوس ہوتی چلی گئی تھیں، اسے غیر ضروری بلکہ غیر اسلامی مشغولیت تک سمجھ بیٹھی تھیں، کسی باطل نظریئے اور گمراہ فرقے کی طرح تصوف اور صوفیاء کا ابطال کیا جا رہا تھا——

---

[۱] جس کے لئے مولانا عبد الباری ندویؒ کی سلسلۂ تجدید دیکھی جا سکتی ہیں۔

آپ نے اس مبارک کام اور ثلثِ اسلام پر جمی بدعات کے گرد وغبار کو ہٹا کر اور خرافات و رسومات کے دبیز پردوں کو اُٹھا کر اس کا حقیقی چہرہ منظرِ عام پر لایا، کتاب وسنت سے اس کی ضرورت کو مؤکد و مدلل فرمایا، پھر کیا تھا؟ دیکھتے ہی دیکھتے اُمت کے نامی گرامی علماء، محققین، مصنفین، محدثین وفقہاء جوق در جوق اس کھوئی ہوئی متاع گراں مایہ کو لوٹنے اور اپنے ایمان کو احسان کی شان سے چمکانے دمکانے میں لگ گئے اور کہنا چاہیئے جیسا کہ انہی حضرات نے مانا ہے کہ اس سلوک نے ان کو ذرّے سے آفتاب اور ان کے ایمان کو چنگاری سے شُعلہ بنا دیا۔

اس سلسلے میں سب سے اہم اور سب کی ضرورت کا جو مضمون ہے وہ ان کا رسالہ "قصد السبیل" ہے جس کی کبھی تسہیل بھی ہوئی تھی مگر وہ تسہیل بھی قابل تسہیل تھی، یہ رسالہ فن تصوف کی معرفت میں اس قدر جامع و مانع ہے کہ اسے روحِ تصوف وطریقت کہنا چاہیئے، میرے خیال میں اس کو پڑھے بغیر تصوف کی راہ میں قدم رکھنا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ اس وقت پورے دین بالخصوص تصوف وطریقت میں جو سطحیت آرہی ہے اس سے خطرہ ہے کہ اُمت کی یہ عظیم ضرورت دوبارہ رسم ورواج کے پردہ میں چلی جائے گی، اور احسان — یعنی اپنے ایمان واسلام کو حسین بنانے کا کام جسے حدیث جبرئیل میں ثلثِ اسلام کے طور پر اُجاگر کیا گیا تھا — اپنی حقیقت کے اعتبار سے بے نام ونشان ہو جائے گا۔

ہاتھ میں ہاتھ دینا، بیعت ہونا، پیر بنانا، مرید ہونا، مشائخ پر فخر کرنا، وظائف ہی پر اکتفاء کرنا، مشائخ میں تفاضل وتقابل کرنا اور اصل موضوع یعنی اصلاحِ اخلاق اور تصفیۂ باطن کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کرنا یہ وہ اسباب ہیں جو تصوف کے روشن باب کو رسمیت کی تاریکی سے بدل دیتے ہیں، اور آج اہلِ حق میں یہ چیز آتی چلی جارہی ہے، یعنی کل جو بریلویت کی پہچان تھی وہ دیوبندیت میں بھی سما رہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اس عاجز کو اپنے بزرگوں کے اعتماد کی بناء تربیت وتلقین کی اجازت ملنے کے بعد کچھ اصلاح وتربیت کی خدمت کا موقع مل رہا ہے، اللہ کے مخلص بندے رجوع ہو رہے ہیں، میں اگرچہ خود ہی بہت بے مایۂ عمل ہوں مگر ابتداء سے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اور اُن کے سلسلے سے وابستہ ہوں تو ان کے ذریعے طریق کا جو تصور مجھے حاصل ہوا اس سے سالکینِ راہ کو بہت

دور پاتا ہوں، اور ضرورت سمجھ رہا ہوں کہ ان مخلص بندوں تک جنہیں توفیقِ الٰہی سے اس جانب رجحان نصیب ہوا ہے، تصوف وسلوک کا صحیح تصور پہنچے اور وہ اپنی فکروں اور محنتوں کو صحیح رُخ پر ڈال کر مقصدِ طریق میں کامیاب ہوں اور منزلِ مراد تک پہونچ جائیں۔

اس کے لئے میرے پاس کوئی ذریعہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ ہی کے مضامین کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق سہل کر کے اور مرتب کر کے پیش کر دوں، چناں چہ سب سے پہلے سب سے پہلی ضرورت ''قصد السبیل'' کو تسہیل اور جدید ترتیب میں (ان کے مضامین میں تصرُّف کئے بغیر) شائع کر رہا ہوں، اس کے بعد ''جزاء الاعمال'' اور ''تعلیم الدین'' بھی اسی طرح شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس کام کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور امت کے حق میں نافع بنائے۔ آمین

والسلام

محمد عبد القوی غفرلہ

۲۴ر شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

نوٹ: یہ رسالہ درجِ ذیل گیارہ ہدایتوں پر مشتمل ہے۔

قصدُ السبیل -یا- راہِ خدا کی تعریف

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

یہ چند ہدایات ہیں جن میں بہت ہی اختصار کے ساتھ سلوک سے متعلق اہم اور ضروری مضامین بیان کئے گئے ہیں، اور ان کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو سلوک وتصوف کا شوق تو ہوتا ہے مگر ان میں سے بعض لوگ اس راہ کے مقاصد و آداب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی غلطیوں اور بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور بعض لوگ غلطیوں اور بے راہ رویوں میں مبتلا تو نہیں مگر غیر مقصود چیزوں کو مقصود سمجھ کر ان کی تلاش میں خواہ مخواہ حیران و پریشان رہتے ہیں، گویا سر پر روٹیوں کا ٹوکرا لئے ہوئے دوسروں سے روٹی کے ٹکڑے مانگتے پھر رہے ہوں یا گھٹنوں تک پانی میں ٹھیر کر پانی کے ایک گھونٹ کے لئے ترس رہے ہوں، اس لئے سلوک کا مقصود اور اس کا طریق عام فہم انداز میں مرتب کر دینا مناسب سمجھا گیا۔

پہلی ہدایت: سلوک کی تعریف اور ذرائع

سلوک ــــ جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں ــــ اپنے ظاہر و باطن کو شریعت اور سنت سے آراستہ کرنے کا نام ہے، اور اس کے دو درجے ہیں۔

۱ ظاہر کو فرائض اور حقوقِ واجبہ کی تعمیل سے اور باطن کو سچے عقیدوں اور اچھی صفتوں[۱] سے آراستہ کرنا؛ یہ سلوک کا ادنیٰ درجہ ہے، جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے، اس کے حصول کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

---

[۱] سچے عقیدے اور اچھی صفتوں کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(الف) بہ قدرِ ضرورت علمِ دین حاصل کرنا خواہ کتابیں[۱] پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔ جس زبان میں آسانی سے سمجھ سکتے ہوں اسی زبان میں اتنا علم حاصل کرلیں۔

(ب) علم پر عمل کرنے کی ہمّت اور پختہ ارادہ رکھنا تاکہ نفسانی تقاضے اور لوگوں کے اعتراضات عمل میں رکاوٹ نہ بنیں۔ سلوک کا یہ درجہ فرضِ عین ہے۔

۲۔ ظاہر کو فرائض وواجبات کے علاوہ سنن ونوافل سے بھی آراستہ کرنا، اور باطن کو سچے عقیدوں اور اچھی صفتوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رکھنا۔

سلوک کا یہ درجہ مندوب ومستحب ہے لیکن عام طور سے لوگ اسی کو سلوک اور تصوُّف سمجھتے ہیں۔ اگرچہ سلوک کا یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبہ ہے مگر اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے اگر پہلا درجہ (یعنی ظاہر کو فرائض وواجبات سے اور باطن کو صفاتِ حمیدہ سے آراستہ کرنا) متاثر ہوتا ہے تو پھر شرعاً اس دوسرے درجے میں مشغول ہونا ممنوع ہوجائے گا، جیسے بعض لوگ ہیں کہ بیوی بچوں کے حقوق تلف کرکے ذکر وشغل میں لگے رہنے کا نام طریقت وبزرگی سمجھ بیٹھے ہیں، جو کہ صحیح نہیں ہے؛ ہاں! پہلے درجے کی تکمیل کے ساتھ یا اس کے بعد اس دوسرے درجے تک بھی پہنچ جائے تو یقیناً یہ بڑی فضیلت اور بزرگی کی بات ہے۔

دوسری ہدایت: سلوک کے اعلیٰ مرتبے تک پہونچنے کی ترتیب

۱۔ سب سے پہلے اپنے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کرے، توبہ کے ساتھ اس بات کا پختہ عزم بھی رکھے کہ خواہ کتنی ہی مشکلات پیش آئیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں اب کوئی کوتاہی نہ کروں گا، اور ہر حال کا مقابلہ کرتے ہوئے شریعت وسنت پر جموں گا، اس کے لئے نہ کسی دنیوی نقصان کی پروا کروں گا، نہ نفس کی ناراضگی کی پروا کروں گا، نہ مخلوق کی ملامت کا لحاظ کروں گا، ہر قربانی دے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرکے رہوں گا۔

۱۔ اس کے لئے ''دینی نصاب'' نامی کتاب کا خود مطالعہ کریں یا کسی استاذ سے باقاعدہ پڑھیں۔

۲۔ اگر عباداتِ واجبہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اپنے ذمّے باقی ہوں تو اُن کو ادا کرنا شروع کردے، مثلاً اب تک جتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں اُن کا حساب[1] کر کے ہر ادا نماز کے ساتھ ایک قضا بھی پڑھ لے، اسی طرح رمضان کے روزے جتنے ترک ہوئے ہیں حساب کر کے ہر مہینہ جس قدر ہو سکے قضا کرنا شروع کردے۔ اسی طرح اگر کچھ حقوق العباد اپنے ذمّے ہیں تو اُن کی ادائیگی یا معافی کی فکر میں لگ جائے، کیوں کہ حقوق العباد سے سبک دوش ہوئے بغیر اگر عمر بھر بھی عبادت و ریاضت کرتا رہے گا تب بھی سلوک کے مقصود کو حاصل نہ کر سکے گا۔

۳۔ جب ماضی کے گناہوں سے سچی توبہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا سلسلہ اور آئندہ شریعت وسنت پر مضبوطی کے ساتھ جمنے کا ارادہ مکمل ہو جائے تو اب مُرشدِ کامل کی تلاش شروع کردے اور ساتھ ہی ساتھ اوپر بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق علمِ دین کے حصول میں بھی لگ جائے۔

تیسری ہدایت: شیخ کامل کی پہچان

شیخِ کامل وہ ہے جس میں درجِ ذیل علامات پائی جاتی ہوں۔

(۱) وہ بہ قدرِ ضرورت دین کا علم رکھتا ہو۔ (۲) عقائد میں، اعمال میں، اور اخلاق میں شریعت کا پابند ہو۔ (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ (۴) کمالات کا دعوے دار نہ ہو۔ (۵) وہ خود کسی شیخِ کامل کی صحبت و تربیت پایا ہوا ہو۔ (۶) اس کے جاننے والے منصف علماء و مشائخ اُسے اچھا سمجھتے ہوں۔ (۷) عوام کے مقابلے میں خواص یعنی سنجیدہ اور دین دار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۸) اس کے مریدین میں اتباعِ شریعت وسنت کا اہتمام ہو اور دنیاداری کی ہوس سے دور ہوں۔ (۹) وہ اپنے مُریدین کو شریعت وسنت کا پابند بناتا ہو اور خلاف ورزی کرنے والوں کی تنبیہ و تلقین بھی کرتا رہتا ہو، محض مرید بنا کر ان کے حال پر چھوڑ

[1] اگر باقاعدہ حساب مشکل ہو تو خوب اچھی طرح غور کر کے ایک تخمینہ نکال لے، پھر اسی کو متعین مان کر اس تعداد کو پورا کرلے، انشاء اللہ کمی بیشی عفو ہو جائے گی۔

نہ دیتا ہو۔ (۱۰) اس کی صحبت میں کچھ وقت گذارنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ سے محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۱) وہ خود بھی پابندیِ شریعت کے علاوہ ذکر و شغل اور معمولات کا پابند ہو۔

پس جس شیخ میں مذکورہ بالا صفات پائی جاتی ہوں جو تھوڑی صحبت یا چند بار کی ملاقات میں بہ آسانی سمجھ میں آسکتے ہیں تو اِن صفات کے بعد اب اس میں کسی کرامت و کشف اور تصرُّف و توجُّہ وغیرہ کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ ان اُمور کا بزرگی اور ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ نفسیاتی چیزیں ہیں جو بسا اوقات مسلمان تو کیا غیر مسلم میں بھی مشق و مجاہدے سے پیدا ہو سکتی ہیں۔

چوتھی ہدایت: پیر بنانے یا بیعت ہونے کا مقصد

۱۔ غلط مقاصد:

● صاحبِ کشف و کرامت بننے کا قصد، پہلے بتایا جاچکا ہے کہ یہ چیزیں شیخ میں ہونا بھی ضروری نہیں تو پھر مُرید اس کا ارادہ کر کے کیا کرے گا؟ اس لئے بیعت سے اس کا ارادہ فضول ہے۔

● پیر کو بخشش کروانے کی ذمہ داری دینے کا قصد، یہ بھی بالکل غلط خیال ہے، کوئی کسی کی ذمہ داری نہیں لے سکتا، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چہیتی بیٹی سے فرما چکے ہیں کہ ''بیٹی فاطمہ! اپنے کو اعمالِ صالحہ کے ذریعہ جہنم کی آگ سے بچالے، کیوں کہ میں تجھے خدا کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا۔

● پیر کی نظر کی تاثیر سے کامل بن جانے کا قصد، یہ بھی غلط خیال ہے کیوں کہ اگر یوں نگاہِ شیخ سے اس طرح کام بن جا سکتا ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کامل نظر کون ہوسکتا ہے؟ پھر صحابہؓ کا کام آپ کی مبارک نظر سے ہی بنگیا ہوتا، شریعت و سنت کے مجاہدوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی، جب ان کا کام محض نبوی نظر سے نہیں بنا بلکہ دین و شریعت پر جمنا پڑا تو ہمارا پیر

کیا اپنی نظر سے کامل بنادے گا؟[1]

● ہوحق، نعرۂ مستانہ اور جوش ومستی کے حصول کا قصد، یہ خیال بھی بے کار ہے، اس لئے کہ اگر ہوحق سے آدمی سنور جاتا اور خواہشاتِ نفسانیہ خود بہ خود مغلوب ہوجاتیں، مجاہدہ ومحنت کی ضرورت نہ ہوتی تو اچھا ہی ہوتا مگر عادتاً ایسا نہیں ہوتا، اس لئے اس نیت سے راہِ سلوک میں قدم رکھنا بھی صحیح نہیں ہے۔

● بے نفسی و بے خودی پیدا ہوجانے کا قصد، یعنی یہ چاہنا کہ کسی صاحبِ تاثیر وتصرُّف پیر کے ذریعہ اپنی طبیعت کرامتاً بدل جائے، ایک طرح کی محویّت اور فنائیت پیدا ہوجائے، گناہ اپنے آپ ہی چھوٹ جائیں، اس کی طرف التفات ہی ختم ہوجائے، وساوس وخطرات بھی فنا ہوجائیں، گویا ایک مجذوبانہ کیفیت حاصل ہوجائے؛ اس غرض وقصد کو عام طور سے لوگ بہت اچھا اور حاصلِ سلوک سمجھتے ہیں، لیکن غور کیا جائے تو اگرچہ یہ کیفیت پسندیدہ ہے مگر غیر اختیاری ہے اور غیر مطلوب ہے۔ غور کرنے سے میری سمجھ میں آیا کہ ان کیفیات کی طلب کے پیچھے بھی نفس کا ایک مکر چھپا ہوا ہے اور وہ راحت، لذت اور شہرت کی طلب ہے، کیوں کہ ایسی کیفیات میں یہ تینوں چیزیں حاصل ہیں، جب کہ سالک کو رضائے الٰہی کے علاوہ ہر مقصد کا تارک ہونا چاہیئے، پھر اس مقصد سے سلوک میں قدم رکھنے والا سخت آزمائش سے دوچار ہوجاتا ہے، اس لئے کہ اگر یہ کیفیات مل گئیں تو غلط اعتقاد کی وجہ سے اسی کو تکمیلِ سلوک سمجھ کر اصل کام چھوڑ بیٹھے گا اور اگر نہ مل سکیں تو مایوسی ونامرادی کا شکار ہوکر ترکِ سلوک کر بیٹھے گا، اور ظاہر ہے کہ دونوں حالات نقصان دہ ہیں؛ معلوم ہوا کہ سلوک سے یہ قصد وارادہ بھی صحیح نہیں ہے۔

● عملیات وتعویذات سیکھنے کا قصد، یعنی پیر صاحب کی عملیات اور تعویذات اور مقبول دعاؤں سے اغراضِ دنیویہ پوری ہوجائیں گی، مصائب دور ہوجائیں گے، مقاصد حاصل

---

[1] کبھی کبھار خرقِ عادت کے طور پر کوئی واقعہ پیش آجائے الگ بات ہے، اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا، پھر ایسے واقعات وتصرفات میں دوام واستقامت بھی عام طور سے دیکھنے میں نہیں آتی، اس لئے اصل طریق وہی ہے جو عادتُ اللہ ہے اور وہ اتباعِ شریعت وسنت کا راستہ ہے۔

ہو جائیں گے، یا ہم خود ان کی صحبت وقربت سے ان امور کے ماہر ہو کر لوگوں میں مقبول و مشہور ہو جائیں گے، وغیرہ ظاہر ہے کہ یہ محض دنیا طلبی ہے اور دنیا طلبی کا سلوک سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، اس لئے یہ نیت بھی نہایت بُری نیت ہے۔

● انوار دکھائی دینے اور آوازیں سنائی دینے کا قصد، بعض لوگوں کے ذہن میں پیری کا یہی مطلب ہے کہ کچھ دن ذکر و شغل اور مجاہدات کریں گے تو انوارات کا مشاہدہ ہونے لگے گا اور کچھ باتیں غیب سے سنائی دینے لگیں گی؟ سو یہ بھی فریبِ محض ہے اور سلوک کے مقاصد میں سے نہیں ہے، اولاً تو ان کیفیات کا تعلق خود انسان کے دماغ سے ہوتا ہے عالمِ غیب سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور اگر عالمِ غیب سے بھی ظاہر ہوں تو اس کا اس سے کیا فائدہ ہے؟ قربِ الٰہی کا تعلق تو اتباعِ شریعت سے ہے، کچھ دکھائی دینے سنائی دینے سے اس کا کیا تعلق؟ دیکھو! شیاطین کو ملائکہ نظر آتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔

صحیح مقصد:

غرض! بیعت کرنے کی مذکورہ بالا اور ان جیسی تمام نیتیں اور مقاصد باطل اور فاسد ہیں، اس لئے طالبِ حق کو چاہیئے کہ ان سب خیالاتِ فاسدہ اور بے مقصد ارادوں کو ترک کر کے محض رضائے الٰہی کی نیت اور قُربِ خداوندی کے قصد وارادے سے اس متبعِ شریعت وسنت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے، یعنی بیعت و معاہدہ کر کے اس کی نگرانی و ہدایت میں کام کرنا شروع کر دے، شیخ سے شریعت وسنت کی تعلیم لیتا رہے، اور اس تعلیم کے موافق عمل کرتا رہے، اور اس پر استقامت و مداومت کے طریق معلوم کر کے پھسلنے بھکنے سے بچتا رہے۔

پیر کی طرف سے قربِ الٰہی کے طریقوں شریعت وسنت اور دوامِ ذکر کی راہ نمائی کا اور مُرید کی طرف سے اس راہ نمائی کے مطابق فکر و توجہ کے ساتھ عملی جدوجہد کرتے رہنے کا عہد ہی پیری مُریدی کہلاتا ہے، خواہ کوئی کرشمہ کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو مقصود تو ضرور حاصل ہو جائے گا اور وہ ہے رضائے الٰہی، اور اس کا ثمرہ آخرت کی کامیابی اور جنت کا حصول ہے؛ اگرچہ یہ چیز آدمی کو معروف بیعت کے بغیر بھی شریعت وسنت کی پابندی اور ذکر پر مداومت

سے حاصل ہو جاسکتی ہے مگر نفسیاتی طور پر کسی سے بیعت ہو جانے کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کو بھی مُرید کی راہ نمائی اور ترقی کی طرف توجُّہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مُرید کو بھی اس معاہدہ کا پاس واحساس راہِ خدا میں جمے رہنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، نیز ایک وقت میں کسی متعین اور واحد شیخ ہی سے وابستہ رہنے کا بھی بس یہی فائدہ ہے جو مذکور ہوا، بس اس حکمت سے اس کا حکم دیا جاتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ پیر اور مُرید کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر چلانے اور چلنے کے معاہدہ کے علاوہ بیعت کی اور کوئی حقیقت نہیں ہے، باقی ہر دو کا ہاتھ میں ہاتھ دینا یا عورتوں کو کوئی کپڑا پکڑا دینا وغیرہ یہ بزرگوں کا ایک صالح اور پسندیدہ عمل ہے کچھ ضروری نہیں ہے۔[1]

پانچویں ہدایت: شریعت وطریقت ایک ہی چیز ہے

اس تفصیل سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ سلوک حق تعالیٰ شانہٗ کے احکام بجا لانے اور اس کی نافرمانیوں سے بچنے اور اس میں کامیابی کے لئے اُسے یاد رکھنے اور ذکر کرتے رہنے کا نام ہے، جب کہ سلوک کا ثمرہ رضائے الٰہی کا حصول ہے، نیز اسی کو تصوف و طریقت بھی کہتے ہیں، جب بات یہ ہے تو لوگوں کا یہ کہنا کہ ''**شریعت اور چیز ہے طریقت اور**'' بالکل غلط اور خلافِ واقعہ بات اور کُھلی ہوئی گمراہی ہے۔ اگر کسی معتبر شیخ کی باتوں سے یا مستند کتاب کی عبارت سے اس کا شبہ ہوتا ہے تو اس کی حقیقت یہ سمجھ لینی چاہیئے کہ دو چیزوں کا الگ الگ ہونا دو طرح ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ حقیقت کے اعتبار سے الگ الگ ہوں جیسے ایمان اور کفر کیوں کہ دونوں الگ الگ حقیقتوں کے نام ہیں اور ایک دوسرے کے بالکل برخلاف ہیں، مثلاً ایمان میں توحیدِ خداوندی لازم ہے اور کفر میں شرک جائز ہے، پس دونوں کی حقیقت ایک دوسرے کے بالکل خلاف ہے، سو اس معنیٰ میں شریعت وطریقت میں تفریق

---

[1] بیعت کے وقت مردوں کا ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاہدہ کرنا نقل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ آپ معاہدوں کے وقت ہاتھ میں ہاتھ لیتے تھے، اور عورتوں کو کپڑا پکڑوا دینا اس ہاتھ میں ہاتھ دینے سے تشبیہ ہے تا کہ معاہدہ کی اہمیت ذہن میں رہے۔ باقی کچھ ضروری نہیں۔

قطعاً باطل اور سخت گم راہی ہے؛ دوسرے یہ کہ دو چیزیں عدد کے اعتبار سے مختلف ہوں مثلاً کسی فقہ کی کتاب کے بارے میں یہ کہنا کہ کتاب الصلوٰۃ اور کتاب ہے اور کتاب الزکوٰۃ اور کتاب ہے تو یہ عنوانات کا اختلاف ہے حقیقت کا نہیں، کیوں کہ کتاب الصلوٰۃ میں جس چیز کو ناجائز وحرام کہا گیا ہو کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کتاب الزکوٰۃ یا کسی اور کتاب میں اس کو حلال وجائز کہہ دیا جائے، پس یہ ایک ہی حقیقت کے اجزاء یا عنوانات کا فرق ہے، چنانچہ اگر کسی مستند کلام میں شریعت اور طریقت کو الگ الگ بتانا سمجھ میں آتا ہے تو وہ اس دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے سمجھا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اور طریقت یا فقہ وتصوُّف کے عنوانات اگر ظاہر وباطن کے احکام میں تقسیم کئے جائیں تو دو الگ الگ علم معلوم ہوں گے اور اگر دونوں کو ظاہر و باطن کا جامع قرار دیا جائے تو دونوں ایک ہی چیز ہو جائیں گے، جیسے فقہ کی تعریف معرفة النفس مالها وما عليها کی جائے یا تصوف کی تعریف تعمیر الظاهر والباطن تو دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہو جائیں گے؛ بہر حال! شریعت وطریقت میں حقیقی مغائرت ومخالفت کا اعتقاد سخت گم راہی اور بے دینی کی بات ہے۔

چھٹی ہدایت: استفادے کا صحیح طریقہ

جب سلوک کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی اور اُس کے ابتدائی درجہ ــــ جو فرض عین ہے ــــ کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا اور کسی شیخ کامل کا صفاتِ مذکورہ کے مطابق انتخاب بھی کر لیا اور بیعت ہونے کے غلط اغراض کو چھوڑ کر صحیح اور سچی غرض بھی متعین کر لی اور اس کا اطمینان بھی ہو گیا کہ شریعت اور طریقت ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں، کوئی علاحدہ چیز نہیں ہیں تو اب شیخِ کامل سے باقاعدہ وابستہ ہو کر سلوک کے دوسرے درجے میں قدم رکھے، یعنی ضروری اور لازم دینیات پر عمل اور ظاہری وباطنی گناہوں سے اجتناب کے ساتھ ساتھ نفل اعمال واشغال اور یادِ الٰہی پر دوام واستقامت کے مرتبے تک پہونچنے کی فکر شروع کر دے؛

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو شیخ کی صحبت و خدمت میں کچھ قابلِ لحاظ مدت تک رہے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو غائبانہ ہی سہی مضبوط رابطہ قائم رکھے، اور جس ذریعے سے بھی ممکن ہو استفادے کا سلسلہ جاری رکھے، حالات کی اطلاع اور ہدایات کی اتباع دیانت اور فکر کے ساتھ جاری رکھے، یہ ذہن میں رہنا چاہیئے کہ ہر شیخ کا طریقِ تربیت علاحدہ ہوتا ہے اس لئے اپنے شیخ سے ہی رجوع کرتا رہے[1]۔ بس یہ ہے سلوک اور اس کی حقیقت!

ساتویں ہدایت: تشویشِ قلب کے اسباب

دل کو تشویش اور پریشانی میں رکھنے والے اسباب سے دور رہے، کیوں کہ جمعیتِ قلب یعنی دل کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، تشویش کے کئی اسباب ہیں، ان میں سے چند ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ناسازیٔ صحت؛ سالک کو چاہیئے کہ اپنی صحت کی بہت حفاظت کرے، بے عنوانی و بے احتیاطی سے بچتا رہے، دماغ کو تر و تازہ رکھے اور دل کو مسرور و مطمئن رکھے، غذا کے ذریعہ بھی دوا کے ذریعہ بھی، غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی محسوس ہونے لگے اور نہ اتنی زیادتی کرے کہ ہاضمہ خراب ہو اور سستی و کاہلی پیدا ہو جائے، بلکہ اعتدال کے ساتھ مناسب اور صحت افزاء غذاؤں کا استعمال کرے، کھانا خوب بھوک لگنے کے بعد کھائے، اور تھوڑی سی اشتہاء باقی رہنے پر ہی ختم کر دے، اسی طرح جماع کی کثرت سے احتیاط بھی صحتِ جسمانی کے لئے ضروری ہے، بہت زیادہ تقاضے پر ہی ہم بستری کرے؛ اسی طرح سونے میں بھی اعتدال ضروری ہے، بہت زیادہ سونے سے کسل اور سستی پیدا ہوتی ہے، اور زیادہ جاگنے سے بھی دماغی خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ ثقیل غذاؤں کا استعمال؛ بہت مرغّن اور دیر سے ہضم ہونے والی غذاؤں کا استعمال بھی تشویشِ قلب کے اسباب میں سے ہے، معمولاً سادہ غذاؤں کا اہتمام رکھنا چاہیئے،

۱۔ اسی کو توحیدِ مطلب یا وحدتِ مطلب کہا جاتا ہے، اس کی مصلحت وہی ہے جو مجتہدِ متعین کی تقلید کی حکمت ہے۔

کبھی کبھار کھا لینے میں کچھ حرج نہیں۔

۳۔ بناؤ سنگھار کا شوق: دل کو تشویش اور الجھن میں ڈالنے والی چیزوں میں سے ایک بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کا شوق اور اس کا اہتمام بھی ہے، اس لئے ہر وقت اپنے بدن اور کپڑوں کی آراستگی میں مشغول نہیں رہنا چاہیئے، صفائی ستھرائی کا ضروری لحاظ کافی ہے، البتہ بلا اہتمام عمدہ لباس مُیسّر آجائے اور اس کے استعمال سے غرور ونخوّت پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر استعمال کر لینا چاہیئے۔

۴۔ مال کی حرص اور اس کو جمع کرنے کی فکر: مال کی حرص اور اس کو جمع کرنے کی فکر بھی تشویشِ قلب کا سبب ہے، پھر جیسے جمع کی فکر دل کو پریشان رکھتی ہے، اسی طرح جمع شدہ مال کو لُٹا دینا بھی تشویشِ قلب کا سبب ہے، حریص تو ہر وقت اسی اُدھیڑ بُن میں رہتا ہے کہ مال کیسے اور کہاں کہاں سے جمع کروں؟ فضول خرچی کر کے پیسہ ختم کر لینے والا ختم ہو جانے کے بعد سخت ذہنی تناؤ اور انتشارِ قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے دونوں باتیں مُضر ہیں۔

۵۔ دوستی ودشمنی: دوستی اور دشمنی سے بھی سالک کو دور رہنا چاہیئے، کیوں کہ دوستی دشمنی کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں، دوستوں کو راضی رکھنے کے لئے ذہن مشغول ہو جاتا ہے، دشمنوں کی جانب سے بھی قلب طرح طرح کی فکروں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے نہ دوستیاں بڑھائے نہ کسی سے دشمنی پال لے، بس سب کے ساتھ اچھے اخلاق اور خلوص کے ساتھ بہ قدرِ ضرورت تعلق رکھے اور اپنے کام میں لگا رہے۔

ان کے علاوہ بھی تجربے سے جو اُمور ذہنی انتشار اور قلبی تشویش کا سبب بنتے ہوں اُن سے اپنے کو حتی المقدور بچائے رکھنے کی فکر بہت ضروری ہے، ورنہ ذاکر وسالک اپنے مقاصد میں بہ آسانی ترقی کر نہیں پائے گا، البتہ جو پریشانیاں اور تفکُرات اپنے اختیار کے بغیر منجانب اللہ پیش آجائیں اُن پر صبر وثبات سے کام لیتا رہے۔

آٹھویں ہدایت: امورِ اختیاریہ وغیر اختیاریہ کا فرق

سالک کو چاہئے کہ جو کام اس کے اختیار میں ہے اس میں تو خلل نہ ڈالے یعنی پابندی

سے ان کو نباہتا رہے، اور جو غیر اختیاری ہیں وہ اگر دین میں پسندیدہ ہیں تو ایسی غیر اختیاری مرغوبات کے حصول کی فکر میں نہ پڑے، اور اگر وہ دین میں ناپسندیدہ ہیں تو ان سے بچنے کی تکلیف نہ اُٹھائے؛ مثلاً نماز، تلاوت، ذکر وغیرہ جی لگانا اختیاری امر ہے، حق تعالیٰ کی عظمت کے استحضار کے ذریعہ، صفائی الفاظ میں دھیان کے ذریعے اسی طرح ہر جملے کو بالارادہ ادا کرنے کے ذریعہ جی لگایا جاسکتا ہے، پس اس میں تو کوتاہی نہ کرے برابر کوشش جاری رکھے، لیکن ان اعمال میں وساوس کا نہ آنا، لذت کا حاصل ہونا یہ غیر اختیاری ہے تو اس کی فکر میں نہ پڑے، لذت حاصل ہونے کے درپئے نہ ہو، وساوس دور کرنے کی چکر میں نہ پڑے، جتنا اختیار میں ہے بس اس میں لگا رہے اس کی برکت سے وساوس بھی خود بہ خود دفع ہوجائیں گے، اس لئے کہ اگر ان کے دفع کرنے کی فکر میں پڑے گا تو وہ مزید بڑھتے چلے جائیں گے، اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ وساوس کا علاج عدمِ التفات ہے یعنی ان کی طرف دھیان نہ دینا اور کوئی پروا نہ کرنا۔ اسی طرح نیک کاموں کو بجالانا اختیاری امر ہے اس میں بالکل سستی نہ کرے اہتمام سے عمل کئے جائے مگر اچھے خواب نظر آنا، رقّت پیدا ہونا، وجد میں آنا وغیرہ غیر اختیاری امور ہیں ان کے حاصل ہونے نہ ہونے کی بالکل پروا نہ کرے۔ اسی طرح معصیت اور گناہ سے بچنا اختیاری امر ہے، چناں چہ اہتمام کے ساتھ گناہوں سے بچتا رہے مگر بُرے خواب دکھنا، طبیعت کا مکدّر رہنا، رزق میں تنگی ہونا وغیرہ غیر اختیاری امور ہیں اِن سے گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا اثر کا محسوس نہ ہونا بھی غیر اختیاری امور ہیں اُن کی بالکل فکر نہ کرنی چاہیئے، اسی طرح کسی عورت کی طرف دل کا مائل ہونا بھی غیر اختیاری امر ہے، اگر ایسا ہوجائے تو کچھ نقصان نہیں لیکن اس عورت کا تصوُّر کرنا یا اس سے بات کر کے محظوظ ہونا اختیار میں ہے تو اس پر عمل ہرگز نہ کرے۔ اسی طرح کسی گناہ کی طرف دل مائل ہونا غیر اختیاری امر ہے اگر ہوجائے تو کوئی بات نہیں لیکن اس گناہ کا کرنا نہ کرنا اختیاری امر ہے، پس پوری ہمت سے اس گناہ سے اجتناب کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جگہ ان دو باتوں پر غور کرے یہ کام اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟ اگر

اختیاری ہے تو اگر وہ کرنے کا م ہو تو کرے چھوڑنے کا م کا م ہو تو چھوڑ دے، اور اگر غیر اختیاری ہے تو چاہے وہ اچھا کام ہو یا بُرا اس کے پانے یا چھوٹنے کی فکر ہی میں نہ پڑے، اس کی طرف سے یکسو رہے، ورنہ عمر بھر اسی فکر و پریشانی میں گذر جائے گی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لو، اس مسئلے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کتنے ہی سالکین اپنے کو مردود سمجھ کر مایوس ہو گئے، کتنے ہی اپنے کو عاجز سمجھ کر سلوک ہی چھوڑ بیٹھے، اس لئے جو ذاکر و سالک اختیاری و غیر اختیاری میں فرق کرنا سیکھ لے گا اور امورِ اختیاریہ میں ہمت کر کے عمل کرتا رہے گا اور امورِ غیر اختیاریہ سے بالکل یکسو ہو جائے گا تو بہت آسانی سے اس راستے میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔

نویں ہدایت: بدعاتِ سلوک سے اجتناب کی ضرورت

تصوف و طریقت کے نام پر عوام میں اور جاہل پیروں فقیروں کے ہاں بہت سی خلافِ شرع باتیں عام ہو گئی ہیں، لوگ اس کو درویشی اور احکامِ طریقت کا نام دے کر اُن میں مبتلا ہیں، مثلاً قبروں کا طواف، سجدہ، چادر پوشی، غیر اللہ کی نذر، بزرگوں کے نام کی منّتیں، عرس و قوالی، عملیات، ترکِ لذات، ترکِ حیوانات، شجرہ کے بارے میں غلط فہمیاں وغیرہ[1]

نوٹ: کتبِ تصوُّف کا مطالعہ باعمل متبع سنت اور بزرگوں کا صحبت و تربیت یافتہ عالم تو کر سکتا ہے باقی اور لوگوں کے لئے ان کا مطالعہ نقصان دہ ہے، اس لئے تصوف کی ایسی کتابیں جن میں مواجید و اسرار اور مقاماتِ سلوک بیان کئے گئے ہیں ہرگز مطالعہ نہ کئے جائیں، کیوں کہ یہ عام عقلوں میں آنے والی باتیں نہیں ہیں، اُن کے مطالعے سے فائدہ کے بجائے نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

دسویں ہدایت: ضروری نصیحتیں

چوں کہ بہت سے لوگ مُرید ہو کر بھی اصلاحِ حال کی بالکل فکر نہیں کرتے، یوں ہی رسمی

---

[1] ان اُمور کے بدعات اور خلافِ شرع ہونے کی تحقیق ''اصلاح الرسوم'' اور ''حفظ الایمان'' نامی رسائل میں دیکھی جا سکتی ہے۔

بیعت اور اشغال پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہتے ہیں، جب کہ سلوک کا اصل مقصود زندگی کو ظاہراً و باطناً شریعت وسنت کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا ہے، اس لئے ذیل میں عام مردوں اور عورتوں کے لئے اور سالکین وطالبین کے لئے علاحدہ علاحدہ چند ضروری نصیحتیں جمع کردی گئی ہیں، اس کے موافق عمل سے مقصود کا حصول سہل ہو جائے گا۔

عام مردوں کو نصیحت

علماء سے بکثرت ملتے رہو اور اُن سے مسئلے مسائل پوچھتے رہو، اگر پڑھے لکھے ہو تو بہشتی زیور، صفائی معاملات، حقوق الاسلام، جزاء الاعمال، اور حیات المسلمین ـــــ جو میرے ہی رسائل ہیں ـــــ کو دیکھتے رہو اور اُن پر عمل رکھو۔ لباس خلافِ شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا ریشمی کپڑا[1]، داڑھی مت کٹاؤ نہ اُس کو منڈواؤ، البتہ ایک مُٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے کہ تراش کر صحیح کر لو، سر میں بال بے دینوں اور گمراہوں کی طرح مت بناؤ، جتنی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے میلاد، فاتحہ، عرس، شادی میں ساچق اور برات اور نام کے لئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کے لئے دینا دلانا۔ عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کی رسومات یہ سب ترک کردو، اپنے گھروں میں کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو، اسی طرح غمی میں تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا، رجب کے کونڈے، یا محرم کا تیوہار منانا خود کرو نہ دُوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو، مِیلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ، نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے آتشبازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ، اسی طرح زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ، جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو، کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو، گانا بجانا مت سنو، پیر سے ہر کام کے

---

[1] یا جینز پینٹ جیسے تنگ لباس، اسی طرح پرنٹیڈ ٹی شرٹ، ایسا لباس بہت عام ہو گیا ہے جن پر تصویریں چھپی ہوتی ہیں یا دشمنانِ اسلام کی تحریکوں یا کمپنیوں کے لوگوز چھپے ہوتے ہیں یا لایعنی عبارتیں پرنٹ ہوتی ہیں، یہ چیزیں غیر محسوس طریقے پر عقیدہ و اخلاق پر اثر انداز ہوتی ہیں، اہلِ دین کو ان سے احتراز ہی مناسب ہے، فقہی طور پر اس کا کیا حکم ہے وہ فقہی مسئلہ ہے۔

لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو، بلکہ اُس سے دین سیکھو، البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں، ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیسے جاویں؟ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے، ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے، تصوف کی کتابیں مت دیکھو، تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو، پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ، رشوت اور سود مت لو، رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلافِ شرع ہیں سب سے بچو، خواب پر بدون مسئلہ پوچھے مت عمل کرو، اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کام میں مشغول ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو، نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ کر بَٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ، جب وہ فرصت پائے سامنے آجاؤ، تعلیم الدین، حیات المسلمین، حقوق الاسلام، آداب المعاشرت جیسے رسالوں کا مطالعہ اور اس کے مطابق عمل کرتے رہو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ، اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو، فال مت کھلواؤ، فاتحہ نیاز وغیرہ رسومات مت کرو، بزرگوں کی منت مت مانو، شبِ برأت، محرم، کونڈے، تیرہ تیزی کچھ مت کرو، جس سے شرع میں پردہ کرنا ضروری ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو جیسے دیور، جیٹھ، خالہ زاد یا پھوپی زاد، یا چچازاد یا ماموں زاد بھائی، بہنوائی یا نندوئی یا منھ بولا بھائی، باپ اِن سب سے خوب پردہ کرو خلافِ شرع لباس مت پہنو، جیسے جسم سے چمٹا ہوا پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو، لانبی آستینوں کا اور نیچا اور گاڑھے کپڑے کا کُرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سَر پر سے مت ہٹنے دو، ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سِوا کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنا بُرا نہیں، کسی کو جھانک تانک کر مت دیکھو، کہیں بیاہ شادی، چلہ، چھٹی، ختنہ، عقیقہ، منگنی، چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بُلاؤ، کوئی کام نام کے واسطے مت کرو، کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ،

پانچوں وقت کی نماز اولِ وقت پر پڑھو، اور جی لگا کر اطمینان سے پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو، کوئی نماز ایام بند ہونے کے بعد رَہ نہ جائے، اگر تمہارے پاس زیور وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو، بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس کے مطابق عمل بھی کیا کرو، خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو، گانا کبھی مت سُنو، اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو، اور نہیں سیکھی ہو تو جلد از جلد سیکھنے کی فکر کرو جو کتاب پڑھنے کے لئے خریدنا چاہو پہلے کسی عالم کو دکھالو اگر وہ صحیح معتبر بتلادیں تو خریدو ورنہ مت لو، جہاں رسم رسوم کے کام ہو رہے ہوں وہاں مت جاؤ اور نہ ایسے کاموں میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت

اوپر کی نصیحتیں تو سب کے لئے ہی ہیں ان کے علاوہ ہر اَمر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے، اگر کسی سے کوئی بات خلافِ مزاج پیش آوے صبر و تحمل سے کام لیا کرو، جلدی سے کچھ کہنے سننے میں مت لگو، خاص کر غصہ کی حالت میں اپنے کو بہت سنبھالا کرو، کبھی اپنے کو صاحبِ کمال مت سمجھو، جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس کے بولنے میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھییقینہو جائے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اس وقت زبان سے نکالو۔ کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو نہ سُنو، کسی صاحبِ حال[1] پر طعن مت کرو، کسی مسلمان کو گو وہ خطاکار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو، مال وجاہ کی طمع و حرص مت کرو، تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے، جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ، بے ضرورت بہت سامان مت جمع کرو، حتی الامکان خلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت

---

[1] صاحبِ حال کس کو کہتے ہیں وہ علماء سے سمجھ لیں۔

لوگوں سے زیادہ مت ملو، اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ، اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو، شیخ سے کسی خاص عمل کی اجازت دینے کی درخواست مت کرو، ثمرات ذکر بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو، سخن پروری کبھی مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے فوراً اقرار کرلو، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اسی سے التجا رکھو اور استقامت کی درخواست کرو۔

گیارھویں ہدایت: سالکین کے لئے ایک آسان اور مختصر دستور العمل

جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں ہر شیخ کا اپنا ایک طریق تربیت ہوتا ہے مگر میں نے عمومی اعتبار سے سالکین کے لئے ایک دستور العمل تجویز کر دیا ہے جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوّف کہلانے کے قابل ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس پر عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا۔

آپ جس شیخ سے وابستہ ہوں اگر وہ اس سے اتفاق کرلے تو کیا کہنے اسی کو اختیار کرلو، لیکن اگر وہ کوئی اور معمولات تجویز کرے تو اُسی پر عمل کرلینا بہتر ہے، البتہ اس دستور العمل میں جو اُمور شرعاً ضروری ہیں اُن میں کمی تو ہرگز نہیں کی جاسکتی دیگر نفل معمولات میں اپنے شیخ کی حسبِ ہدایت تبدیلی ہوسکتی ہے۔

لوگ چار طرح کے ہیں: ۱ وہ عام لوگ جو مشغولیت رکھتے ہیں۔ ۲ وہ عام لوگ جو فرصت رکھتے ہیں۔ ۳ وہ علماء جو خدمات میں مشغول ہیں۔ ۴ وہ علماء جن کے پاس وقت اور فرصت ہے۔ پس ذیل میں ہر ایک کے لئے ان کے مناسب حال نظام العمل ہے۔

عامی مشغول کا دستور العمل

- بنیادی عقائد اور ضروری مسائل سیکھنا اور بہت اہتمام سے اُن کا پابند رہنا۔
- جو نئی بات اور صورتِ حال پیش آئے علماء سے معلوم کرلینا، اگر اپنا شیخ عالم ہے تو اسی سے معلوم کرلینا بہتر ہے۔
- اگر ممکن ہو تو اخیر شب میں تہجد پڑھنا اور اگر یہ مشکل ہو تو نماز عشاء کے بعد وتر سے قبل

کچھ نفلیں پڑھ لینے کا اہتمام کرنا۔

● ہو سکے تو پانچوں نمازوں کے بعد اور اگر مشکل ہو تو جس نماز کے بعد موقعہ ملے ۱۰۰ بار سبحان اللہ، ۱۰۰ بار الحمدللہ، ۱۰۰ بار لا الہ الا اللہ اور ۱۰۰ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لینا۔

● دن بھر چلتے پھرتے درود شریف کی کثرت رکھنا اور سوتے وقت ۱۰۰ مرتبہ استغفار کر لینا۔

● قرآن کریم سیکھ لیا ہے تو روزانہ تھوڑی تلاوت ضرور کر لینا، نہیں سیکھا ہے تو فوری طور پر کسی جاننے والے سے قرآن کریم صحیح پڑھنا سیکھنے میں لگ جانا۔

● ہدایت نمبر ۱۰ میں جو نصیحتیں لکھی گئی ہیں کبھی کبھی اُن کو پڑھ لینا یا سُن لینا اور اُن پر عمل کرتے رہنا۔[۱]

● کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا کسی اور متقی و پرہیزگار بزرگ کے پاس جا کر بیٹھ جانا۔

● ان معمولات کے ساتھ بقیہ اوقات میں بال بچوں کے لئے کسبِ حلال میں مصروف رہنا کیوں کہ یہ بھی بڑی عبادت ہے۔

نوٹ: اگر یہ عامی عورت ہے تو اُسے چاہیئے کہ ان معمولات کے ساتھ گھر کی ذمہ داریوں بالخصوص شوہر کی خدمت میں مشغول رہے، پیر کے پاس بہ غیر شوہر کی اجازت نہ جائے، ناپاکی کے دنوں میں بھی قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ[۲] بقیہ وظائف کی پابندی کرتی رہے۔

عامی فارغ کا دستور العمل

● ایسا شخص جس کو زیادہ مصروفیت نہیں ہے وہ مذکورہ بالا باتوں کی تو پابندی رکھے ہی مزید یہ کام بھی کر لیا کرے۔

● اپنے اخراجات اور ضروریات کا انتظام کر کے جس قدر ممکن ہے اپنے شیخ کی صحبت میں جا کر رہے۔

۱؎ اسی طرح حضرت حکیم الامتؒ کی ''چالیس نصیحتیں'' نامی کتاب ہے، اس کا بھی مطالعہ اور ان کے موافق عمل کی بہت ضرورت اور افادیت ہے۔ ۲؎ کیوں کہ ناپاکی میں صرف تلاوتِ قرآن جائز نہیں ہے۔

● اگر وہاں جا کر رہنا ممکن نہ ہو تو اپنی ہی بستی میں رہے مگر حتی المقدور تنہائی میں رہے، کسی دنیوی یا دینی ضرورت کے علاوہ عوامی مجلسوں اور محفلوں میں شرکت سے بچتا رہے، ضرورت سے جانا پڑے تو زبان کی بہت ہی حفاظت کرے کہ کوئی بات خلافِ شرع زبان سے نہ نکلنے پائے۔

● نماز با جماعت کا اہتمام کرتا رہے، باقی سارے وقت تلاوتِ قرآن، مناجاتِ مقبول، نوافل کی کثرت، درود شریف اور دیگر اذکار میں مشغول رہے یا پھر کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرتا رہے، البتہ جو کتاب پڑھنا چاہے وہ کسی عالم کو دِکھالے بلکہ ان سے پوچھ کر ہی پڑھے، اور جو بات ان کتابوں کی سمجھ میں نہ آئے وہاں نشان لگالے بعد میں کسی عالم سے پوچھ لے۔

● اپنی بستی میں کسی نیک آدمی کے ہاں ذکر و شغل کی مجلس ہوتی ہے تو اس میں شرکت کرلیا کرے۔ اس سے قلب میں برکت پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے حفاظت رہتی ہے۔

● کبھی کبھی مثلاً پیر جمعرات کو یا ایامِ بیض میں نفل روزہ رکھ لیا کرے۔

نوٹ: اِن دونوں قسم کے لوگوں کو ذکر میں ضربیں لگانا اور توجّہ و تصرُّف کی کوشش نہ کرنا چاہیئے، اس لئے کہ استعداد کی کمی کی وجہ سے بہت نقصان ہو سکتا ہے۔

عالم مشغول کا دستور العمل

● اگر تدریسی مشغولیت نہیں ہے تو کچھ نہ کچھ تدریسی مصروفیت اختیار کرنا۔

● مناسب مواقع میں مستند کتابوں کا وعظ کہنا، من گھڑت و بے اصل واقعات سے اجتناب کرتے ہوئے ضروری اور اہم مضامین کو سلیقے اور نرمی سے عوام الناس کو سناتے رہنا مگر اس خدمت پر کوئی اُجرت نہ لینا۔

● نماز با جماعت اور تہجد کا خاص اہتمام کرنا۔

● قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھنا۔

● کسی ایسے وقت جب نہ پیٹ بھرا ہوا ہو نہ بھوک کا تقاضہ ہو اسم ذات یعنی اللہ اللہ

بارہ[1] ہزار سے چوبیس ہزار تک میں سے جس قدر ممکن ہو ہلکے جہراور ضرب کے ساتھ کر لینا، یہ شغل شیخ سے قریب رہ کر کریں تو بہتر ہے اور اگر دور رہ کر کرنے کی بھی اجازت دیدے تو حرج نہیں ہے۔

- کتاب احیاء العلوم مطالعے میں رکھنا۔[2]

عالم فارغ کا دستور العمل

اوراد و وظائف یہ مناسب ہیں

۱ نمازِ تہجد کی ادائیگی۔ ۲ اس کے بعد بارہ تسبیح ذکر یعنی لا الہ الا اللہ ۲۰۰ مرتبہ الا اللہ ۴۰۰ مرتبہ اللہُ اللہ ۶۰۰ مرتبہ اللہ ۱۰۰ مرتبہ (ہیں تو یہ تیرہ مگر نام اس کا بارہ تسبیح ہے) ہلکے ضرب اور معمولی جہر کے ساتھ پورا کرنا۔ ۳ بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید جس قدر ممکن ہو۔ اس کے بعد مناجاتِ مقبول کی ایک منزل ۵ اسمِ ذات کا ورد جس قدر ممکن ہو۔ ۶ ظہرانہ وقیلولہ وغیرہ۔ ۷ بعد ظہر جس قدر ممکن ہو اسمِ ذات۔ ۸ بعد عصر خدمتِ شیخ میں حاضری یا چہل قدمی، کبھی کبھی قبرستان بھی ہو آئے۔ ۹ بعد مغرب مراقبۂ موت ۱۰ بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد۔

نوٹ: ۱ ذکر میں جہر فی نفسہ جائز ہے اور جہاں ممانعت آئی ہے وہ زیادہ جہر کی ہے جس سے مخلوق کو ایذا پہونچے۔

۲ اسی طرح ضرب کوئی عبادت نہیں ہے بس ایک طبی حکمت ہے، اس سے تاثر پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے، مگر فی زمانہ صحت وقوت کی کمی کی وجہ سے اس میں زیادہ توجہ مناسب نہیں ہے، ورنہ بیماریوں کا خطرہ ہے۔ اس لئے اس پر اکتفا کرلیں کہ لا اِلٰہ پر بدن کو

---

[1] آج کل تین سے پانچ سو تک کرلیں تو بھی کافی ہے۔

[2] اس زمانے میں اس کے بجائے حضرت حکیم الامت ؒ کے مواعظ وملفوظات، تبلیغ دین، اسی طرح حضرت حکیم اختر صاحب ؒ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ انفع ہے۔

ذرا دا ہنی طرف حرکت دیدیں اور اِلا اللہ پر بائیں جانب، وہ بھی اس لئے کہ بدن کو ایک حالت میں رکھنے میں تکلیف زیادہ ہے، نیز گردن پر جھٹکا دینے کے بجائے لفظ پر زور ڈال لینا کافی ہے۔

اعمال واخلاق

۱۔ تقوی اللہ

۲۔ مداومتِ ذکر

۳۔ غفلت ومعصیت سے اجتناب۔ بالخصوص ریا کاری، تکبر وتفاخر، دعوائے کمال، عجب وخود پسندی، غیبت واعتراض، فضول گوئی، کثرتِ مخالطت، رغبتِ شہواتِ حرام، غصہ وبد خُلقی اور تعلقاتِ دنیویہ سے احتراز، (تکمیل سلوک سے قبل دینی خدمات میں بھی تقلیل ہونی چاہیئے)

خلاصہ طریق الی اللہ کا بس دو چیزیں ہیں ۱۔ طاعت ۲۔ ذکر معصیت سے طاعت فوت ہوجاتی ہے اور غفلت سے ذکر متاثر ہوجاتا ہے، پس اصلی فکر طاعت وفرماں برداری پر مداومت اور معصیت وغفلت سے حفاظت کی رکھنا چاہیئے، اگر ایک مناسب مدت تک اس پر قائم رہنے میں کامیابی مل گئی تو انشاء اللہ محروموں میں شمار نہ ہوگا، ویسے فائدہ تو روز اول ہی سے شروع ہوجائے گا، نفع کا شروع میں احساس نہیں ہوتا لیکن رفتہ رفتہ ہونے لگے گا، اس لئے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ فکر وسعی میں کمی کرے کیوں کہ کوئی وقت مقرر نہیں ہے، اس کے ساتھ ابتداء میں ذرا زیادہ اور بعد میں وقفے وقفے سے صحبتِ شیخ کا بھی اہتمام ہوجائے تو نورٌ علی نور ہے۔

صحبت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ شیخ کو دیکھ دیکھ کر اعمال واخلاق میں اس کی اتباع کی توفیق ملے گی، اور شیخ خود بھی مُرید کو دیکھ دیکھ کر بعض عادات واخلاق کی اصلاح کرتا رہے گا، اور کوئی نئی صورتِ حال پیش آجائے تو شیخ قریب رہنے کی وجہ سے بہ آسانی تشفّی ہوسکتی ہے اور بھی بہت سے فوائد ہیں جو تجربے سے معلوم ہوجائیں گے۔

حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ ہدایات بندوں کے اپنے مولیٰ تک پہونچنے اور واصل باللہ ہونے میں معاون و مددگار ثابت ہوں اور اس ترتیب سے وہ پہلے سلوک کے پہلے درجے پر متمکن ہو جائیں پھر ترقی کر کے دوسرے درجے کو بھی حاصل کر لیں، اور مجھے بھی اس کی برکت سے اپنے قرب کے اعلیٰ مرتبے تک پہونچائے۔ آمین